روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ ہفتہ ۱۶ جمادی الاول ۱۴۱۲ھ، ۲۳ نبوت ۱۳۷۰ ہش، ۲۳ نومبر ۱۹۹۱ء نمبر ۲۶۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے نفس کیلئے نور حاصل کرو

"قرآن کریم نے بار بار اس بات پر زور دیا ہے کہ اپنے نفس کے لئے نور حاصل کرو۔ اور وہی نور ہے جو تم دوسروں کو عطا کرنے کے اہل ہو گے۔ اگر دنیا کی اصلاح کے لئے نکلے ہو تو چراغ لے کر نکلو لیکن وہ چراغ نہیں جو تعلیم کی صورت میں ملتا ہے یعنی محض وہ چراغ لے کر نہیں۔ بلکہ اپنے نفوس میں وہ چراغ روشن کرو جن کے ذریعے تم روشنی والے بن جاؤ۔"

(ارشاد سیدنا امام جماعت احمدیہ الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشاداتِ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"آج کل زمانہ بہت خراب ہو رہا ہے۔ قسم قسم کا شرک، بدعت اور کئی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ بیعت کے وقت جو اقرار کیا جاتا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ یہ اقرار خدا کے سامنے اقرار ہے۔ اب چاہیئے کہ اس پر موت تک خوب قائم رہے۔ ورنہ سمجھو کہ بیعت نہیں کی اور اگر قائم ہو گے تو اللہ تعالیٰ دین و دنیا میں برکت دے گا۔ اپنے اللہ کے منشاء کے مطابق پورا تقویٰ اختیار کرو۔ زمانہ نازک ہے۔ قہرِ الٰہی نمودار ہو رہا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق اپنے آپ کو بنا لے گا۔ وہ اپنی جان اور اپنی آل و اولاد پر رحم کرے گا۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۷، ۶۸)

"دیکھو انسان روٹی کھاتا ہے۔ جب تک سیری کے موافق پوری مقدار نہ کھالے تو اس کی بھوک نہیں جاتی۔ اگر وہ ایک بھورہ روٹی کا کھالیوے تو کیا وہ بھوک سے نجات پائے گا؟ ہرگز نہیں۔ اور اگر وہ ایک قطرہ پانی کا اپنے حلق میں ڈالے تو وہ قطرہ اُسے ہرگز نہ بچا سکے گا بلکہ باوجود اس قطرہ کے وہ مرے گا۔ حفظِ جان کے واسطے وہ قدرِ محتاط جس سے زندہ رہ سکتا ہے جب تک نہ کھالے اور نہ پیوے نہیں بچ سکتا۔ یہی حال انسان کی دینداری کا ہے۔ جب تک اس کی دینداری اس حد تک نہ ہو کہ سیری ہو بچ نہیں سکتا۔ دینداری، تقویٰ، خدا کے احکام کی اطاعت کو اس حد تک کرنا چاہیئے جیسے روٹی اور پانی کو اس حد تک کھاتے اور پیتے ہیں جس سے بھوک اور پیاس چلی جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۶۸)

"لاہور" کے ایڈیٹر کو الزامات سے بری قرار دے دیا گیا

(ڈان) بیورو رپورٹ

لاہور ۲ نومبر ایک مقامی اسسٹنٹ کمشنر نے ہفت روزہ "لاہور" کے ایڈیٹر ثاقب زیروی کو مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے الزام سے

باقی صفحہ ۷ پر

Lahore editor acquitted of charges

Bureau Report

LAHORE, Nov 2: A local assistant commissioner acquitted Saqib Zeervi, editor of weekly *Lahore*, of the charge that he had injured the religious feelings of Muslim by reproducing an article written by Maulana Mohammad Ali Jauhar in his newspaper *Hamdard* about 74 years ago.

The editor had been charged with two offences — injuring the religious feelings of Muslims and malicious attempt on religions of any class — under Section 295-A and 298-C PPC, after he had published an article in the journal's edition of July 1, 1989, in which he had declared that Qadianis were not non-Muslims.

In the subsequent issue he had re-produced an article by Maulana Mohammad Ali Jauhar, which he published in his journal *Hamdard* in 1915, in which the late Maulana had stated that the punishment for an apostate (murtad) was not execution.

As both the articles were considered to be objectionable, a case against Saqib Zeervi, editor and Mian Mohammad Shafi (Meem Sheen) Printer was registered on the instance of the home department.

However, both the journalists secured their bail before arrest in Feb 1990.

Acquitting them of the charge the assistant commissioner has held that examinations of both the articles had not established the charges as made out in the FIR, registered with the Lower Mall Police on Feb 6, 1990. Even if the evidence of the prosecution was accepted.

Mirza Nasser Ahmad and Hamid Aslam Qureshi advocate appeared on behalf of the weekly's editor and printer.

نکاح کی اصل غرض حصولِ تقویٰ ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاول) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو

"(اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو) جو فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کی اصل غرض تقویٰ ہونی چاہیئے۔ اور قرآن مجید سے یہی بات ثابت ہے نکاح تو اس لئے ہے کہ احصان اور عفت کے برکات کو حاصل کرے مگر عام طور پر لوگ اس غرض کو مدنظر نہیں رکھتے بلکہ وہ دولتمندی، حسن وجمال اور جاہ وجلال کو دیکھتے ہیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تو دیندار عورت کو ترجیح دے۔ بہت سے لوگ خط و خال میں محو ہوتے ہیں جن میں جلد تر تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹرد کے قول کے موافق تو سات سال کے بعد وہ گوشت پوست ہی نہیں رہتا۔ مگر عام طور پر لوگ جانتے ہیں کہ عمر اور حوادث کے ماتحت خط و خال میں تغیر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے یہ ایسی چیز نہیں جس پر انسان محو ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کی اصل غرض تقویٰ بیان فرمائی۔ دیندار ماں باپ کی اولاد ہو۔ دیندار ہو۔ پس تقویٰ کرو اور رحم کے فرائض پورا کرو۔ میں تمہارے لئے نصیحتیں کرتا ہوں یہ تعلق بڑی ذمہ داری کا تعلق ہے۔ میں

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ | قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۳ نبوت ۱۳۷۰ ہش ۲۳ نومبر ۱۹۹۱ء

اہلِ دنیا سے پیار

ہم کوئی کام کیوں کرتے ہیں۔ نیّت کا اس سے پتہ چلتا ہے۔ اس کام کا نتیجہ کیا نکلتا ہے یہ الگ بات ہے۔ بعض اوقات نیّت اچھی نہیں بھی ہوتی لیکن بظاہر نتیجہ اچھا نکل آتا ہے۔ تو کیا یہ کافی ہے کہ ہم نتیجہ پر نظر رکھیں۔ عام طور پر تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ ہمیں نتیجہ پر ہی نظر رکھنی چاہیئے۔ نتیجہ پر ہی نہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ نتیجہ پر بھی نظر رکھنی چاہیئے کیونکہ جو کام ریاء یا دکھاوے کے طور پر کئے جاتے ہیں ان کے نتائج بھی تو اچھے نکل سکتے ہیں لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ ریاء اور دکھاوا اچھی بات نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ صرف نتیجہ کافی نہیں۔ نتیجہ بھی اچھا ہو اور نیت بھی اچھی ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم نے خدا کو بھی راضی کرنا ہے تو نتیجہ کے ساتھ ساتھ نیک نیت ہونا بھی ضروری ہے۔

دنیاوی امور میں فوائد حاصل کرنے کے لئے انسان بہت کچھ کرتا ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کا مقصد صرف دنیاوی امور میں فوائد ہی کا حاصل کرنا ہو۔ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اس کے پیشِ نظر نہ ہو۔ اس صورت میں اسے فوائد تو حاصل ہو جائیں گے لیکن خدا کا خانہ خالی رہ جائے گا۔ حالانکہ وہ ایسا بھی کر سکتا تھا کہ خدا کو خوش کر لیتا اور دنیاوی فوائد بھی حاصل کر لیتا۔ ویسے تو عبادت کا ایک خاص مفہوم سمجھا جاتا ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ انسان اپنے ہر کام کو خدا کی خاطر کر کے اسے عبادت میں شمار کر سکتا ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ عبادت بے ریاء ہونی چاہیئے تو یقیناً اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر کام بے ریاء ہونا چاہیئے۔ صرف اسی صورت میں ہر کام کو عبادت سمجھا جا سکے گا۔

حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: "دنیا میں بڑے بڑے عبادت گذار اور جُبّہ پوش اور دستار بند لوگ ایسے ہیں جن کے متعلق انسان اپنی فطرت سے محسوس کرتا ہے کہ یہ تقویٰ سے خالی لوگ ہیں۔ بے معنی اور بے حقیقت لوگ ہیں ان کے اندر کشش کی بجائے نفرت پیدا ہوتی ہے اور اپنی طرف جذب کرنے کی بجائے وہ دھکا دینے والے لوگ ہوتے ہیں۔ ان میں رعونت دکھائی دے گی مگر پیار سے خالی لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ جن کی عبادتیں اللہ کے پیار سے خالی ہوں ان کے تعلقات دنیا کے پیار سے بھی خالی ہو جایا کرتے ہیں۔ یعنی وہ خود دنیا کی طرف جھکتے ہیں مگر دنیا والوں کے لئے ان کے دلوں میں سچا پیار نہیں ہوتا۔ پس دنیا سے پیار ہونا اور چیز ہے اور اہلِ دنیا سے ہونا اور چیز ہے۔ اہلِ دنیا سے پیار صرف اُس وقت نصیب ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ سے پیار ہوگا۔" حقیقت یہ کہ اکثر لوگ دنیا سے پیار کرتے ہیں لیکن اہلِ دنیا کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اہلِ دنیا سے پیار ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا معیار ہے۔

حال جو کچھ ہے مختصر کہیئے
دوسروں کو نہ بور کیجیے گا
یہ تو شکرِ خدا کا موقع ہے
شکر کیجیے دُعائیں لیجیے گا

ـــــــ ابو الاقبال

○

آپ کے شہر میں ہمکو جو سکوں ملتا ہے
لوگ کیوں پوچھتے ہیں ہم سے کہ کیوں ملتا ہے

مَیں نے زر دے کے خریدی نہیں اپنی عزّت
اشک ملتے ہیں اُنہیں، اور مرا خوں ملتا ہے

تیرے پاس آکے خرد پہ نہیں رہتا قابو
تیری ہر بات سے اندازِ فسوں ملتا ہے

تھی کبھی وسعتِ صحرا کی تمنّا اس کو
اَب گلی کوچوں میں بھی شوقِ جنوں ملتا ہے

مجھ کو بتلا کہ پڑی ہے کوئی تجھ پر افتاد
مجھ سے کیوں آج ترا حالِ زبوں ملتا ہے

مَیں تو اس بات پہ خوش ہوں کہ تری نگہِ کرم
درد دیتی ہے تو ہر بار فزوں ملتا ہے

مَیں ہوں پابندِ سلاسل تو کوئی بات نہیں
اہلِ زنداں کو یونہی جذبِ دروں ملتا ہے

اَب چلے آؤ کہ ہر رہ میں بچھی ہیں آنکھیں
اہلِ پندار کا سر آج نگوں ملتا ہے

رات بھر مَیں نے کہا تم نے بصد شوق سُنا
تم کہو اور مَیں سُنوں لُطف تو یوں ملتا ہے

مَیں نسیمؔ آج نہ کہہ پاؤں گا ان سے کوئی بات
اس بھری بزم میں چُپ ہی سے سکوں ملتا ہے

نسیم سیفی

تحریک جدید صدقہ جاریہ ہے

ہمارے پیارے امام نے فرمایا:
"بفضلِ خدا تحریک جدید کی نیکی ان نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے راہِ خدا میں قربانی پیش کریں گے اور متواتر کرتے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا..." (وکیل المال اوّل تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت فضلِ عمر۔ اللہ آپ سے ہمیشہ راضی رہے

سادہ زندگی

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گھر کا کام کاج خود کر لیتے۔ حضرت فضل عمر (اللہ تعالے آپ سے ہمیشہ راضی رہے) فرماتے ہیں :۔

میں نے پچھلی فصل میں بتایا ہے کہ آپؐ کس طرح سادگی سے کام لیتے اور تکلفات سے پرہیز کرتے تھے۔ اور بناوٹ سے کام نہ لیتے تھے۔ اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف بے تکلفی سے کام کر لیتے اور اس معاملے میں سادگی کو پسند فرماتے بلکہ آپؐ کی زندگی بھی نہایت سادہ تھی اور وہ اسراف اور غلو جو امراء اپنے گھر کے اخراجات میں کرتے ہیں آپؐ کے ہاں نام کو نہ تھا۔ بلکہ آپؐ ایسی سادگی سے زندگی بسر کرتے کہ دنیا کے بادشاہ تو اسے دیکھ کر ہی حیران ہو جائیں۔ اور اس پر عمل کرنا تو الگ رہا۔ یورپ کے بادشاہ شائد یہ بھی نہ مان سکیں کہ کوئی ایسا بادشاہ بھی تھا جسے دین کی بادشاہت بھی نصیب تھی اور دنیا کی حکومت بھی حاصل تھی۔ مگر پھر بھی وہ اپنے اخراجات میں ایسا کفائت شعار اور سادہ تھا۔ اور پھر بخیل نہیں بلکہ دنیا نے آج تک جس قدر سخی پیدا کئے ہیں ان سب سے بڑھ کر سخی تھا۔

جن کو اللہ تعالے دولت اور مال دیتا ہے ان کا حال لوگوں سے پوشیدہ نہیں۔ غریب سے غریب ممالک میں بھی نسبتاً امراء کا گروہ موجود ہے۔ حتی کہ جنگلی قوموں اور وحشی قبیلوں میں بھی کوئی نہ کوئی طبقہ امراء کا ہوتا ہے۔ اور ان کی زندگیوں اور دوسرے لوگوں کی زندگیوں میں جو فرق نمایاں ہوتا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً جن قوموں میں تمدن بھی ہو ان میں تو امراء کی زندگیاں ایسی پُر عیش و عشرت ہوتی ہیں کہ ان کے اخراجات اپنے حدود سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جس قوم میں پیدا ہوئے وہ فخر و خیلاء میں خاص طور پر مشہور تھی حشم و خدم کو مایہ ناز جانتی تھی۔ عرب سردار باوجود ایک غیر آباد ملک کے باشندہ ہونے کے بیسیوں غلام رکھتے اور اپنے گھروں کی رونق بڑھانے کے عادی تھے۔ اور عرب کے اردگرد دو قومیں ایسی بستی تھیں کہ جو اپنی طاقت و جبروت کے لحاظ سے اس وقت کی کل معلومہ دنیا پر حاوی تھے۔ ایک طرف ایران اپنی مشرقی شان و شوکت کے ساتھ اپنے شاہانہ رعب و داب کو کل ایشیا پر قائم کئے ہوئے تھا تو دوسری طرف روم اپنے مغربی جاہ و جلال کے ساتھ اپنے حاکمانہ دست تصرف کو افریقہ اور یورپ پر پھیلائے ہوئے تھا۔ اور یہ دونوں ملک عیش و طرب میں اپنی حکومتوں کو کہیں پیچھے چھوڑ چکے تھے۔ اور عیش و آرام کے ایسے سامان پیدا ہو چکے تھے کہ بعض باتوں کو تو اب اس زمانے میں بھی کہ آرام و آسائش کے سامانوں کی ترقی کمال درجے کو پہنچ چکی ہے۔ نگاہ حیرت سے دیکھا جاتا ہے۔ دربار ایران میں شاہانِ ایران جس شان و شوکت کے ساتھ بیٹھنے کے عادی تھے۔ اور ان کے گھروں میں جو کچھ سامان طرب جمع کئے جاتے تھے اسے شاہنامہ کے پڑھنے والے بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں۔ اور جنہوں نے تاریخوں میں ان سامانوں کی تفصیلوں کا مطالعہ کیا ہے وہ تو اچھی طرح سے ان کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ دربار شاہی کی قالین میں بھی جواہرات اور موتی ٹکے ہوئے تھے۔ اور باغات کا نقشہ زمردوں اور موتیوں کے صرف سے تیار کر کے میدان دربار کو شاہی باغوں کا مماثل بنا دیا جاتا تھا۔ ہزاروں خدام اور غلام شاہ ایران کے ساتھ رہتا اور ہر وقت عیش و عشرت کا بازار گرم رہتا۔ رومی بادشاہ بھی ایرانیوں سے کم نہ تھے۔ اور وہ اگر ایشیائی شان و شوکت کے شیدا نہ تھے تو مغربی آرائش و زیبائش کے دلدادہ ضرور تھے۔ جن لوگوں نے رومیوں کی تاریخ پڑھی ہے وہ جانتے ہیں کہ رومیوں کی حکومتوں نے اپنی دولت کے ایام میں دولت کو کس کس طریق پر خرچ کیا ہے۔

پس عرب جیسے ملک میں پیدا ہو کر جہاں دوسروں کو غلام بنا کر حکومت کرنا فخر سمجھا جاتا تھا اور جو روم و ایران جیسی مقتدر حکومتوں کے درمیان واقع تھا۔ کہ ایک طرف ایرانی عیش و عشرت اسے لبھا رہی تھی تو دوسری طرف رومی زیبائش و آرائش کے سامان اس کا دل اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بادشاہ عرب بننا اور پھر ان باتوں سے ایک سے بھی متاثر نہ ہونا اور روم و ایران کے دام تزویر سے صاف بچ جانا اور عرب کے بت کو مار کر گرا دینا۔ کیا یہ کوئی ایسی بات ہے جسے دیکھ کر پھر بھی کوئی دانا انسان آپؐ کے پاکبازوں کے سردار اور طہارت النفس میں کامل نمونہ ہونے میں شک کر سکے۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔

علاوہ اس کے کہ آپؐ کے اردگرد بادشاہوں کی زندگی کا نمونہ تھا وہ ایسا نہ تھا کہ اس سے آپؐ وہ تاثرات حاصل کرتے جن کا اظہار آپ کے اعمال کرتے ہیں۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپؐ کو اللہ تعالے نے ایسا درجہ دے دیا تھا کہ اب آپؐ تمام مخلوقات کے مرجع افکار ہو گئے تھے۔ اور ایک طرف روم آپکی بڑھتی ہوئی طاقت کو اور دوسری طرف ایران آپؐ کے ترقی کرنے والے اقبال کو شک و شبہ کی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ اور دونوں متفکر تھے کہ اس سیلاب کو روکنے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی جائے اس لئے دونوں حکومتوں کے آدمی آپؐ کے پاس آتے جاتے تھے۔ اور ان کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ شروع تھا۔ ایسی صورت میں بظاہر ان لوگوں پر رعب قائم کرنے کے لئے ضروری تھا کہ آپؐ بھی اپنے ساتھ ایک جماعت غلاموں کی رکھتے اور اپنی حالت ایسی بناتے جس سے وہ لوگ متاثر اور مرعوب ہوتے۔ مگر آپؐ نے کبھی ایسا نہ کیا۔ غلاموں کی جماعت تو الگ رہی گھر کے کام کاج کے لئے بھی کوئی نوکر نہ تھا اور خود ہی سب کام کر لیتے تھے۔

حضرت عائشہؓ کی نسبت لکھا ہے کہ ان سے سوال کیا گیا کہ محبوب کبریا سید الخلق حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے۔ آپ نے جواب دیا کہ آپؐ اپنے اہل کی محنت کرتے تھے۔ یعنی خدمت کرتے تھے۔ پس جب نماز کا وقت آ جاتا۔ آپؐ نماز کے لئے باہر چلے جاتے۔

اس حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آپؐ کس سادگی کی زندگی بسر فرماتے تھے اور بادشاہت کے باوجود آپؐ کے گھر کا کام کاج کرنے والا کوئی نوکر نہ ہوتا بلکہ آپؐ اپنے خالی اوقات میں خود ہی اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ مل کر گھر کا کام کاج کروا دیتے۔ اللہ اللہ کیسی سادہ زندگی ہے۔ کیا بے نظیر نمونہ ہے۔ کیا کوئی انسان بھی ایسا پیش کیا جا سکتا ہے جس نے بادشاہ ہو کر یہ نمونہ دکھایا ہو کہ اپنے گھر کے کام کے لئے ایک نوکر بھی نہ ہو۔ اگر کسی نے دکھایا ہے تو وہ بھی آپؐ کے خدام میں سے ہوگا۔ کسی دوسرے بادشاہ نے جو آپؐ کی غلامی کا فخر نہ رکھتا ہو یہ نمونہ کبھی نہیں دکھایا۔ ایسے بھی مل جائیں گے جنہوں نے دنیا سے ڈر کر اسے چھوڑ ہی دیا۔ ایسے بھی ہوں گے جو دنیا میں پڑے اور اسی کے ہو گئے۔ مگر یہ نمونہ کہ دنیا کی اصلاح کے لئے اس کا بوجھ اپنے کندھوں پر بھی اٹھائے رکھا اور ملکوں کے انتظام کی باگ اپنے ہاتھ میں رکھی مگر پھر بھی اس سے الگ رہے۔ اور اس سے محبت نہ کی اور بادشاہ ہو کر فقر اختیار کیا یہ بات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خدام کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی۔ جن لوگوں کے پاس کچھ تھا ہی نہیں وہ اپنے رہنے کے لئے مکان بھی نہ پاتے تھے اور دشمن جنہیں کہیں چین سے نہیں رہنے دیتے تھے کبھی کہیں اور کبھی کہیں جانا پڑتا تھا۔ جس کے پاس ہو ہی نہیں اس کے لئے شان و شوکت سے کیا رہنا ہے مگر ملک عرب کا بادشاہ ہو کر لاکھوں روپیہ اپنے ہاتھ سے لوگوں میں تقسیم کر دینا اور گھر کا کام کاج بھی خود کرنا یہ وہ بات ہے جو اصحاب بصیرت کی توجہ کو اپنی طرف کھینچے بغیر نہیں رہ سکتی۔

عرب کے ملک میں اب بھی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں اور ان کے افسر یا امیر جس طرز رہائش کے عادی ہیں انہیں بھی جاننے والے جانتے ہیں۔... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سارے عرب پر حکمران تھے۔ یمن اور حجاز اور نجد اور بحرین تک آپ کے قبضہ میں تھے۔ مگر باوجود تمام عرب اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر حکومت کرنے کے آپؐ کا گھر کے کاروبار خود کرنا اس پاکیزگی کی طرف متوجہ کر رہا ہے جو آپؐ کے ہر فعل سے ہویدا تھی۔

دنیا طلبی اور اظہار جاہ و جلال کی آگ اس وقت لوگوں کے دلوں کو جلا رہی تھی اور امراء تو اس کے بغیر امراء ہی نہیں سمجھے جاتے تھے۔ مگر اس آگ میں سے سلامت

باقی ص۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نون سین

جاپانی زبان کی تعلیم

گذشتہ دنوں ایک پانچ رکنی جاپانی وفد وفاقی وزیر تعلیم سے ملا تو وزیر موصوف نے انہیں بتایا کہ پاکستانی حکومت اس کوشش میں مصروف ہے کہ یہاں ایک ایسا مرکز کھولا جائے جو جاپان کے متعلق معلومات مہیا کرے اور زبان سکھائے تاکہ دونوں ملکوں کے تعلقات زیادہ سے زیادہ مستحکم ہو سکیں انہوں نے کہا کہ پاکستانی حکومت پرائمری تعلیم اور ابتدائی صحت کے متعلق خاصی کوشش کر رہی ہے۔ کیونکہ اس بات کا ہمیں شدت سے احساس ہے کہ ہماری شرح خواندگی بہت کم ہے۔ وزیر موصوف نے کہا کہ ہم اس سلسلے میں جاپانی امداد کے منتظر ہیں تاکہ جاپانی زبان کا ایک مرکز کھولا جا سکے اور اس کے علاوہ ملک کی شرح خواندگی کو بھی بڑھایا جا سکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ جہاں تک اقتصادی تعلقات کا تعلق ہے وہ تو روز بروز وسیع سے وسیع تر ہو رہے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ جاپانی زبان سیکھنے کے بعد دونوں ملکوں کے تعلقات پہلے کی نسبت خاصے زیادہ مستحکم ہو جائیں گے اور دونوں کی دوستی بھی مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جائے گی۔

زندگی یا موت کا حق

آج سے چند سال پہلے امریکہ میں ایک نوجوان لڑکی بیمار تھی۔ اور وہ اتنی شدید بیمار تھی کہ اسے صرف طبی مشینوں کے ساتھ زندہ رکھا جا رہا تھا۔ ڈاکٹروں کو اس بات کا یقین تھا کہ اگر یہ مشینیں ہٹالی جائیں تو یہ لڑکی فوری طور پر موت کے منہ میں چلی جائے گی۔ اس وقت سوال یہ پیدا ہوا تھا کہ کیا ڈاکٹروں کو اس بات کی اجازت ہونی چاہیئے کہ اس کیفیت میں وہ مشینوں کو ہٹالیں اور ان مشینوں کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اسے موت کے منہ میں جانے سے نہ روکیں۔ بعض لوگوں نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ زندہ رہنے کے لئے چاہے کوئی ہی صورت ہو انسان کا یہ حق ہے کہ وہ زندہ رہے یا اسے زندہ رکھا جائے۔ چاہے مشینوں کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو۔ ان مشینوں کا ہٹالینا اور کسی شخص کو موت کے منہ میں دھکیل دینا قتل کے مترادف ہے۔ یا اگر وہ شخص خود اس بات کا اظہار کرے کہ یہ مشینیں ہٹالی جائیں تاکہ وہ ایسی زندگی سے بچ سکے جو مشینوں کے بغیر قائم نہیں رہ سکتی تو یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ لیکن اس بحث کا کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ سوائے اس نتیجہ کے کہ یہ بحث چل پڑی اور سالہا سال یہ بحث ہوتی رہی۔ اب امریکہ میں اس بات پر رائے لی جانے کا انتظام کیا گیا ہے کہ کیا ایسے مریض کو جس کے متعلق ڈاکٹروں کا یہ خیال ہو کہ وہ چھ ماہ سے زیادہ نہیں رہ سکتا موت کے منہ میں دھکیلا جا سکتا ہے۔ اس بات پر پہلے واشنگٹن میں رائے لی جا چکی ہے لیکن کہتے ہیں کہ جب واشنگٹن میں رائے لی گئی تھی تو ڈاکٹر حضرات آپس میں اختلاف کی وجہ سے بٹ گئے تھے۔ اگر یہ ووٹ جو اب لیا جا رہا ہے کثرت کے ساتھ اس کی تائید کرے گا۔ تو مریض کو اس بات کی قانونی اجازت مل جائے گی خاص طور پر ایسے مریض کو جس کے متعلق ڈاکٹروں کا فیصلہ ہو کہ وہ صرف چھ ماہ زندہ رہ سکے گا۔ کہ وہ ڈاکٹروں کے ذریعے اپنی زندگی کو ختم کروا سکے کہا جاتا ہے کہ کم از کم دو فزیشن ایسے مریض کا معائنہ کریں گے اور ایک تحریری درخواست پیش کی جائے گی جس پر دو ایسے اشخاص کے دستخط ہونگے جن کا مریض سے کوئی خاندانی تعلق بھی نہ ہو اور مالی تعلق بھی نہ ہو لیکن بعض لوگوں کا خاص طور پر رومن کیتھولک مذہب والوں کا اور جو قدامت پسند مذہبی لوگ ہیں اور اسی طرح امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن کا بھی کہ یہ گارنٹی کافی نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ مریض کو زندہ رکھنا فزیشن کا کام ہے نہ کہ خودکشی میں اس کی مدد کرنا۔ اگرچہ امریکن میڈیکل ایسوسی ایشن اس بات کی اہمیت کا تو انکار نہیں کرتی کہ اس سلسلے میں گفت و شنید ہونی چاہیئے لیکن وہ یہ ضرور کہتی ہے کہ اگر یہ بات منظور ہو گئی تو موت کا کام ڈاکٹروں کے ذریعہ نہیں بلکہ خودکشی کی ٹیکنیک کے ماہروں کے ذریعے ہونا چاہیئے۔ بعض لوگوں نے اس خیال کو نہایت ظالمانہ کہا ہے۔ ان کے خیال میں اس کا غلط استعمال بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی غلط سرٹیفکیٹ جاری کروایا جا سکتا ہے اور مریض کی طرف سے غلط درخواست بھی دی جا سکتی ہے۔ کہ وہ اپنی زندگی کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ وہ اس خیال کا بھی اظہار کرتے ہیں کہ چونکہ امریکہ میں صحت کو قائم رکھنے یا علاج کروانے کے لئے جو اخراجات کرنے پڑتے ہیں وہ اب آسمان سے باتیں کر رہے ہیں اس لئے غریب لوگ چاہیں گے کہ یہ اخراجات برداشت کرنے کی بجائے جس کی ان میں اہلیت نہیں ہے وہ موت قبول کر لیں چنانچہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنے متعلق یہ سرٹیفکیٹ جاری کروالیں گے۔ اور اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔

جنگلی پرندوں کی حفاظت

پرنس فلپ ڈیوک آف ایڈنبرا نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو پرندے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے ہیں انہیں غیر قانونی طور پر پکڑے جانے سے پاکستان میں حفاظت کی ضرورت ہے پرنس فلپ ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ کے چیئرمین ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بلوچستان سرحد اور سندھ کی حکومتوں نے عبارہ بسٹرڈ کے شکار کرنے کی پابندی لگا دی ہے۔ لیکن پنجاب نے ابھی تک ایسا کوئی قدم نہیں اٹھایا پرنس فلپ نے یہ بھی کہا کہ اگر پرندوں کا شکار بندوق سے یا جال سے مستقل طور پر جاری رکھا جائے تو ان کے باقی رہنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ امراء کا طبقہ مختلف طریقوں سے اور مختلف ذرائع سے اس کا شکار کرتا رہتا ہے۔ اس وقت اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ سکول کے زمانے ہی سے تربیت کی جائے اور بتایا جائے کہ جانوروں کو بچانا کتنا ضروری ہے۔ اس کے لئے پریس، ریڈیو اور ٹیلی وژن بھی استعمال کئے جانے چاہئیں۔ پرنس فلپ نے کہا کہ انہوں نے مشرق وسطی اور خلیج فارس کے حکام کو یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ وہ جانوروں کی حفاظت کریں اور انہوں نے تعاون کا یقین دلایا ہے۔ پرنس فلپ نے حاضرین کو بتایا کہ ان کی ورلڈ وائلڈ لائف فنڈ کی تنظیم نے دنیا بھر میں اس سلسلے میں خاصا کام کیا ہے اگرچہ پاکستان میں ماحول ابھی پوری طرح سازگار نہیں ہے اور غیر قانونی طور پر شکار کیا جاتا ہے۔ پاکستان کو اس سلسلے میں ۷۰ لاکھ روپے سالانہ ادا کئے جاتے ہیں تاکہ وہ جانوروں کی حفاظت کر سکے۔ ویسے کہا جاتا ہے کہ ٹھٹھہ ضلع کے ارد گرد ایک علاقہ مخصوص کر دیا گیا ہے جہاں عقاب کو تلور کا شکار کرنے کی تربیت دی جاتی ہے اور ۱۹۹۱ء سے لیکر ۱۹۹۵ء تک کے لئے اس کا لائسنس مسٹر ناصر عبداللہ حسین لاتیہی (LATEHE) جو متحدہ عرب امارات کے وزیر اعظم ہیں کو جاری کیا گیا ہے اس کے خلاف سوسائٹی فار کنزرویشن اینڈ پروٹیکشن آف انوائرمنٹ یعنی ماحولیات کو محفوظ رکھنے کی تنظیم نے سندھ ہائی کورٹ میں ایک درخواست دی ہے جس میں حکومت پاکستان کے اس فیصلے کو چیلنج کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سندھ میں ۱۹۷۲ء سے عبارہ کے شکار پر پابندی لگی ہوئی ہے۔ حالانکہ کئی پاکستانیوں کو اس کا شکار کرتے ہوئے اور اس جانور کو اپنے پاس رکھتے ہوئے حکومت کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ دراصل یہ قاعدہ ہندوستان میں ۱۹۱۲ء میں لاگو کیا گیا تھا۔ جیسے پاکستان کے قیام کے معاً بعد دوبارہ جاری کیا گیا۔ عبارہ بسٹرڈ کو مقامی زبان میں تلور کہا جاتا ہے اور اس کے لئے حفاظت کے احکام حکومت کی طرف سے جاری شدہ ہیں۔ اس کا شکار نہیں کیا جا سکتا۔

پاکستان ۔ کینیڈا تجارت

پاکستان میں متعین کینیڈین ہائی کمشنر مسٹر لوئیس ڈیلوٹے LOUIS DELVOTE نے لاہور چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری کے عہدے داروں سے باتیں کرتے ہوئے گذشتہ روز کہا کہ اس وقت پاکستان اور کینیڈا کی تجارت کی مالیت نو کروڑ ڈالر سالانہ ہے لیکن اگر اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ ہماری دوستی چالیس سال کے عرصہ پر محمتد ہے تو یہ تجارت کی مقدار تسلی بخش نہیں کہلا سکتی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان اور کینیڈا کی تاجر برادری کو اس بات کا علم بھی نہیں ہے اور اسی لئے احساس بھی نہیں ہے کہ دونوں ممالک میں تجارت بڑھانے کے اسباب موجود ہیں۔ سفیر موصوف نے کہا کہ الجیریا جس کی آبادی پاکستان کی آبادی کا ۱/۴ ہے اس کی کینیڈا سے تجارت کی مقدار ۵۰ کروڑ ڈالر فی سال ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں یہ تجویز کروں گا کہ فوری طور پر پاکستان اور کینیڈا کی تجارت کو دگنی کر دیا جائے۔

مربیان کرام توجہ فرمائیں

○ مربیان کرام جب بھی ربوہ تشریف لائیں اپنے متعلقہ دفاتر میں تشریف لے جا کر ضروری معلومات حاصل کر لیا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر عبدالجبار شاکر (روزنامہ امروز) تبصرہ کتب

اقبال اور احمدیت

مجھے انہی دنوں ایک کتاب "اقبال اور احمدیت" مطالعہ کے لئے میسر آئی ہے جس سے اقبالیات کے میدان میں ایک نئی جہت کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب اگرچہ اختلاف افروز ہے مگر اس سے احمدی نقطۂ نظر کو جاننے کی بھرپور مدد ملتی ہے۔ میں نے اس پر ایک اجمالی تبصرہ سپرد قلم کیا ہے اگر آپ اسے شامل کر سکیں تو اس کے لئے ممنون احسان ہوں گا کیونکہ اس کے ذریعے سے اقبال شناسوں کو غور و فکر کی دعوت ملے گی ————— (عبدالجبار شاکر)

حیات و سوانح اقبال کے چند پہلو ایسے ہیں جن پر ہنوز تحقیق ہونا باقی ہے۔ ایسے پہلوؤں میں علامہ اقبال کا احمدیت (قادیانیت) کے ساتھ تعلق بھی ہے۔ اس ضمن میں احمدیت کے مخالفین اور حامیوں نے ایک بہت بڑا ذخیرہ دونوں طرف جمع کر دیا ہے۔ جس سے یہ موضوع اور بھی زیادہ تنقیح طلب ہو گیا ہے۔ واضح رہے کہ اس تمام لٹریچر کی نوعیت جواب الجواب کی حیثیت رکھتی ہے۔ ضرورت ہے کہ اس تمام لٹریچر کو سامنے رکھ کر روایت و درایت کی روشنی میں سوانح اقبال کے اس اختلاف افروز باب میں بدیہی صداقتوں کی نشاندھی کی جائے۔

پیش نظر اور زیر تبصرہ کتاب "اقبال اور احمدیت"، شیخ عبدالماجد کی متذکرہ موضوع پر ایک نئی کوشش ہے۔ جس کے مباحث ماقبل کی تمام کتب سے زیادہ تفصیلی ہیں اور ان کے مطالعہ سے سوانح اقبال کا یہ تشنہ باب بہت سی باتوں کو تسلیم اور بہت سے امور کی تردید کے شواہد فراہم کرتا ہے میرے نزدیک اس موضوع پر احمدی حضرات کا نقطۂ نظر پہلی مرتبہ زیادہ واضح اور بھرپور انداز میں سامنے آیا ہے۔ جس کے بعد اب غیر احمدی اقبال شناسوں کو اس کتاب کے ذریعے از سر نو کچھ مباحث پر خامہ فرسائی کرنا ہوگی۔ اختلاف افروزی کی اسی روایت کے راستے سے گذر کر ہم حقائق کی منزل تک پہنچ سکتے ہیں۔

پیش نظر کتاب "اقبال اور احمدیت" کی وجہ تحریر جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کی وہ سوانح اقبال ہے جو آپ نے "زندہ رود" کے عنوان سے تین جلدوں میں مرتب کی ہے۔ اس کی پہلی جلد ۱۹۷۹ء میں دوسری ۱۹۸۲ء میں اور تیسری ۱۹۸۴ء میں منصہ شہود پر آئی۔ اس آخری جلد میں علامہ اقبال کی زندگی کا وہ حصہ بھی شامل ہے جب آپ نے احمدیت کے بارے میں ایک شدید رد عمل کا اظہار کیا اور یوں قادیانیت کو دین اسلام کے مخالف اور متوازی ایک تحریک کا نام دیا۔ "زندہ رود" کی اس تیسری جلد کے شائع ہونے پر دو اہم کتابیں احمدی حضرات کی جانب سے جواباً لکھی گئیں جن میں ایک علامہ اقبال کے برادر بزرگ شیخ عطا محمد کے لڑکے شیخ اعجاز احمد نے "مظلوم اقبال" کے نام سے لکھی اور اب ایک دوسری کتاب ۱۹۹۱ء کے ربیع ثانی میں "اقبال اور احمدیت" کے عنوان سے شائع ہو چکی ہے۔ شیخ اعجاز احمد اگرچہ علامہ اقبال کے بھتیجے تھے۔ اور ان کے لئے علامہ اقبال سے تعلق خاطر کی بنا پر موزوں تھا کہ وہ ناطق استدلال کے ساتھ کلام کرتے۔ مگر احمدی حضرات کا نقطہ نظر ایک دوسرے احمدی مصنف شیخ عبدالماجد نے زیادہ واضح طور پر پیش کیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب ۵۵۲ صفحات پر محیط ہے اور اس کے کل بیس ابواب ہیں، زیادہ تر ابواب تو اقبال اور احمدیت کے ضمن میں اٹھنے والے سوالات کا ہی جواب ہیں مگر ضمنی طور پر کچھ ایسے باب اور کچھ ایسا مواد بھی فراہم کر دیا گیا ہے جس سے اس موضوع کی پوری تصویر کو سمجھنے میں معاونت ملتی ہے۔

ان تمام ابواب میں سب سے اہم اور کلیدی باب پہلا ہی ہے جس میں اقبال کے خاندانی پس منظر کے حوالے سے سلسلہ احمدیت یا قادیانیت سے ان کے تعلق اور روابط پر بحث کی گئی ہے جس کے مطابق ایسے شواہد کو سامنے لایا گیا ہے جن کے مطابق حضرت علامہ کے والد اور بھائی کی مرزا غلام احمد سے عقیدت اور بیعت کا تذکرہ موجود ہے مگر اس میں سب سے اہم مسئلہ اقبال کی اس سلسلے میں بیعت سے متعلق شہادت ہے اقبالیات کے ذخیرے میں اس کی حمایت میں احمدی حضرات نے بہت کد و کاوش کی ہے اور جسٹس جاوید اقبال نے اس کا احاطہ بھی کیا ہے مگر اقبال کی بیعت کے بارے میں روایت و درایت کی روشنی میں کوئی ایسی دلیل ناطق نہیں ملتی جس کے سامنے ڈاکٹر جاوید اقبال کے نتائج فکر کو ٹھکرایا جا سکے۔

اس میں شک نہیں کہ علامہ اقبال کے والد مرزا غلام احمد سے جب کہ وہ سیالکوٹ میں بسلسلہ ملازمت مقیم تھے ایک گونہ ارادت اور تعلق رکھتے تھے، اس میں بھی شبہ نہیں کہ انکے برادر بزرگ شیخ عطا محمد نے احمدیت کو باقاعدہ قبول کر لیا تھا۔ اس میں بھی کلام نہیں کہ علامہ نے اپنی پہلی بیوی سے پیدا ہونیوالے بیٹے آفتاب اقبال کو تعلیم کے لئے قادیان میں بھیجا اور بعض عائلی اور معاشرتی مسائل کے ضمن میں فتوئ و استفسار کی خاطر قادیان سے رائے طلب کی۔ مگر ادوار کی ترتیب کے لحاظ سے یہ احمدیت کی روایت کا آغاز ہے جس کے پیش نظر اقبال ۱۹۱۰ء میں علیگڑھ میں ایک لیکچر کے دوران اسی نئی تحریک کو پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ بھی قرار دیتے ہیں۔ وہ کشمیر کے مسئلے پر ان کے ساتھ مل کر ابتدائے جدوجہد میں شریک رہے۔ اور ان کے مختلف جلسوں میں شرکت کرتے رہے یہ وہ سارے عوامل ہیں جن کے بارے میں اس کتاب میں براہین و دلائل فراہم کئے گئے ہیں مگر بعد ازاں علامہ اقبال نے احمدیت پر جس سخت ترین اسلوب میں نظم و نثر میں تنقید کی ہے اس کے بارے میں جو وجوہ اس کتاب میں پیش کی گئی ہیں وہ تاویل کا ایک ہتھیار تو ضرور ہیں مگر تحقیقی پیرائے میں ان پر کامل اعتماد ممکن نہیں ہے حیات اقبال کے آخری پانچ سات سالوں میں علامہ اقبال کے احمدیت کے بارے میں جو خیالات و جذبات رہے ہیں ان کے بارے میں ذخیرہ اقبالیات میں تین چار مستقل کتابیں اور باقی بہت سی کتب میں جزواً بہت عمدہ بحثیں کی گئی ہیں جن کا علمی سطح پر جائزہ لیتے ہوئے ایک نئی اور بہتر کتاب کی تدوین کا مسئلہ حل کیا جا سکتا ہے۔

پیش نظر کتاب کے بہت سے ابواب میں برصغیر پاک و ہند کی تحریک آزادی اور تحریک جہاد کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے اور اس ضمن میں احمدی حضرات نے اپنی خدمات کے ریکارڈ کا ایک اجمالی نقشہ بھی اس میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ میرے نزدیک یہی وہ مقام ہے جہاں پر اقبال کے احمدیت سے اختلاف کی بنیاد ملتی ہے علامہ اقبال احمدیت کی علمی اور تبلیغی خدمات کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں مگر مرزا غلام احمد کی وفات (۱۹۰۸) کے بہت بعد اور اپنی وفات کے چند سال پہلے علامہ اس تحریک کے ناقدین کے ہر خیل دکھائی دیتے ہیں۔

مصنف زندہ رود کے مطابق احمدیت کی تردید میں اقبال کا پہلا بیان مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا۔ اس سے قبل علامہ احمدیوں کو قطع نظر ان کے عقائد کے مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھتے تھے اور جماعت احمدیہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار نہ دیتے تھے۔ شیخ عبدالماجد نے زیر نظر کتاب میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ جو عالمگیر جماعت اپریل ۱۹۳۵ء میں مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ تھی وہ اپنے انہی مذہبی عقائد کے ساتھ مئی ۱۹۳۵ء میں یکدم غیر مسلم کیسے ہو گئی؟ حالانکہ علامہ اقبال کے بیانات میں اس کا واضح جواب موجود ہے کہ ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر ہی اپنے آپ کو جھٹلا نہیں سکتے۔

الغرض پیش نظر کتاب متذکرہ موضوع پر احمدی نقطہ نظر کا ایک مکمل اظہار ہے جس کے بارے میں اقبال شناسوں کو سوانح اقبال اور افکار اقبال کے بارے میں ان اختلافی امور پر ایک نئے زاویۂ نظر سے جائزہ لینے کی ضرورت ہوگی اگرچہ مؤلف نے اس کتاب میں مندرج خیالات کو اپنا ذاتی نقطہ نظر قرار دیا ہے اور اسے ہر جزو میں احمدی نقطہ نظر نہ سمجھنے کی بات کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ احمدی نقطہ نظر کسی صورت بھی اس سے مختلف اور بہتر پیش نہیں ہو سکتا۔ ضرورت ہے کہ اس کتاب پر اقبال شناس اسی ذمہ داری سے توجہ دیں [illegible] کا یہ موضوع متقاضی ہے۔

(روزنامہ امروز ۱۷ ستمبر ۱۹۹۱ء)

جماعت کے لئے نصیحت

سیدنا حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ جس قدر کوئی شخص قرب حاصل کرتا ہے اسی قدر مؤاخذہ کے قابل ہے... وہ لوگ جو دور ہیں وہ قابل مؤاخذہ نہیں لیکن تم ضرور ہو۔ اگر تم میں اُن پر کوئی ایمانی زیادتی نہیں تو تم میں اور ان میں کیا فرق ہوا۔ تم ہزاروں کے زیر نظر ہو.... تم لوگ سچے دل سے توبہ کرو تہجد میں اُٹھو، دُعا کرو، دل کو درست کرو۔ کمزوریوں کو چھوڑ دو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق اپنے قول و فعل کو بناؤ۔ یقین رکھو کہ جو اس نصیحت کو ورد بنائے گا اور عملی طور سے دُعا کرے گا اور عملی طور پر التجاء خدا کے سامنے لائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر فضل کرے گا اور اس کے دل میں تبدیلی ہوگی۔ خدا تعالیٰ سے ناامید مت ہو۔

بر کریماں کارہا دشوار نیست

... جو جو باتیں میں نے آج وصیت کی ہیں۔ ان کو یاد رکھو کہ ان ہی پر مدار نجات ہے۔ تمہارے معاملات خدا اور خلق کے ساتھ ایسے ہونے چاہئیں جن میں رضاء الٰہی مطلق ہی ہو۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نصرت جہاں اہلیہ مرزا محمد الدین نازؔ صاحب

محترم سیّد قمر الحق صاحب

یہ دنیا کتنی وسیع ہے لاکھوں نہیں کروڑوں انسان اس دنیا میں بستے ہیں ہر روز ہزاروں انسان پیدا ہوتے ہیں اور ہزاروں مرجاتے ہیں اور کچھ مدت کے بعد دنیا اسے بھول جاتی ہے مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص مر کر بھی زندہ رہتا ہے کچھ عرصہ کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے اور اپنا نام زمانے کی پیشانی پر اسطرح کندہ کر جاتا ہے کہ ہزار آندھیاں اور طوفان آنے کے باوجود بھی ان کا نام زندہ رہتا ہے لوگ انہیں کبھی نہیں بھولتے۔

یکم رمضان المبارک مورخہ ۱۱ مئی ۱۹۸۶ء کو صبح سات بجے سکھر میں جن دو افراد نے اللہ کی راہ میں جان دی ان میں محترم سید قمر الحق صاحب میرے بھائی تھے۔

مکرم بھائی صاحب ہندوستان کے صوبہ بہار ضلع مونگھیر میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم آپ نے وہیں اپنے آبائی گاؤں میں حاصل کی پھر دینی تعلیم سے حقیقی طور پر روشناس ہونے کے لئے انتہائی کم عمری میں ہی یعنی ۱۰، سال کی عمر میں اپنے بڑے بھائی مکرم سید شمس الحق صاحب (واقف زندگی) جو کہ غالباً ۱۲، ۱۳، سال کے تھے کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے وہاں آپ تقسیم ہندوستان پاکستان تک تعلیم الاسلام سکول میں زیر تعلیم رہے۔ ان کے بچپن کا زمانہ مَیں نے نہیں دیکھا والدین اور بڑے بھائی بہنوں سے اُن کے بچپن کے واقعات سنے ہیں۔ جس سے ان کی ذہانت، متانت صبر وتحمل اور رحمدلی کے بارے میں معلوم ہوتا ہے۔

بھائی صاحب انتہائی رحمدل تھے بچپن میں بھی کسی کی ذراسی بھی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے تھے حتیٰ کہ اگر کوئی گلی میں کسی جانور کو بھی مارتا تو آزردہ ہو جایا کرتے تھے ان کی یہ رحمدلی آخر وقت تک قائم رہی۔ بیوی کے لئے انتہائی محبت کرنے والے ساتھی اور بچوں کے لئے بہت ہی شفیق اور قربانی کرنے والے باپ تھے اُن کی ذرا ذراسی بات کا خیال رکھتے۔ آپ اس بات کے لئے ہمیشہ کوشاں رہے کہ ان کی ذات سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے یا انہیں کبھی کسی تنگی کا احساس ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مکرم بھائی صاحب کو تین بچیاں اور ایک لڑکا عطا کیا۔ آپ عید سے قبل ان بچوں کے لئے ایک ایک چیز منگواتے حتیٰ کہ چوڑیوں اور مہندی تک کا خیال رکھتے ہر بچے کی پسند کے کپڑے اُنہیں لے کر دیتے پھر بار بار پوچھتے کہ اُنہیں کسی اور چیز کی ضرورت تو نہیں یا جو کچھ وہ لے کر آئے ہیں اُنہیں ناپسند تو نہیں۔ زیادہ تر خریداری بچیوں ہی سے کرواتے جس حد تک ان کی دنیاوی ضرورتوں کا خیال رکھا اُسی حد تک ان میں دینی جذبہ اُجاگر کرنے کی کوشش کی اور یہ انہیں کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ بچے انتہائی عبادت گذار وفا شعار اور فرمانبردار ہیں۔

مکرم بھائی صاحب کی طبیعت میں خودداری بہت تھی لین دین کا معاملہ صاف رکھتے تھے اگر کبھی کسی سے قرض لینے کی ضرورت پڑتی تو تاریخ رقم اور نام سب کچھ ڈائری میں نوٹ کرتے کہ میں نے فلاں شخص سے اتنی رقم اس تاریخ کو لی ہے اوّل تو ہر ممکن کوشش ہوتی کہ اپنی ضرورتیں محدود رکھیں انتہائی درویش صفت انسان تھے ہر کسی کی مدد کرنے کو تیار رہتے مگر حتی الوسع کوشش ہوتی کہ اپنے معاملہ میں کسی کو پریشان نہ کریں خود بھی قانع تھے اور یہی قناعت پسندی اپنے بچوں میں بھی پیدا کی آپ کی خودداری کا ایک واقعہ مکرمہ والدہ صاحبہ اکثر سنایا کرتی تھیں میں قارئین کسے بھی گوش گذار کرتی ہوں۔

بہت سے رشتہ داروں کے مکانات قریب قریب تھے بالکل ہی ساتھ والا مکان مکرم چچا جان کا تھا۔ اس وقت بھائی صاحب کی عمر بمشکل تین چار سال کی ہوگی کبھی ناشتہ یا کھانے کے اوقات میں چچا جان کے گھر چلے جاتے اور اگر وہ کچھ کھانے کو دیتے تو بالکل نہ لیتے بلکہ کہتے مَیں اپنے گھر جا کر اپنی امی سے لے لوں گا۔

اسی طرح بہت ہی بچپن کا ایک اور واقعہ والدہ صاحبہ کی زبانی ہی سنا ہے بچوں کو کھلانے کے لئے ایک چھوٹا لڑکا ملازم کے طور پر گھر میں رہتا تھا وہ صبح یا شام بچوں کو اپنے ساتھ سیر کے لئے بھی لے جایا کرتا تھا۔ ایک دن وہ بھائی جان کو جن کی عمر اس وقت چار پانچ سال کی ہوگی اپنے ساتھ سیر کے لئے لے گیا اور شام تک نہ آیا امی ابا بہت پریشان تھے۔ سارے گاؤں میں ڈھونڈ چکے ہر کسی سے پوچھ پوچھ کر تھک گئے مگر کسی کو بھی ان کے بارے میں کوئی علم نہ تھا کہ وہ دونوں کہاں چلے گئے۔ ابا جان نے آس پاس کے تمام گاؤں میں اعلان کروا دیا کہ اس نام کا اتنی عمر کا بچہ گم ہے۔ والدہ صاحبہ کا رُو رُو کر برا حال تھا۔ خدا کا کرنا کہ دوسرے دن شام کے قریب ایک شخص بھائی جان کو لے کر آیا اور اس نے ابا جان کا نام پوچھا اور گھر پوچھا جب ابا جان باہر گئے تو بھائی صاحب آکر لپٹ گئے اور بار بار کہتے کہ یہ میرے ابا جان ہیں۔ اس شخص نے بتایا کہ یہ بچہ ایک دس بارہ سال کے لڑکے کے ساتھ ہوٹل میں آیا وہ لڑکا اسے چُپکے چُپکے کچھ کہتا مگر یہ بچہ اپنی جگہ سے نہ ہلتا یہاں تک کہ وہ اسے مارنے لگا مگر یہ پھر بھی روتا جاتا اور نہیں نہیں کہتا جاتا میرے انگریز مالک نے جب یہ سین دیکھا تو مجھے کہا کہ ان دونوں کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ جب میں ان دونوں کو پکڑ کر ان کے پاس لے گیا تو مالک کے دریافت کرنے پر بڑے لڑکے نے کہا کہ ہم دونوں کل سے بھوکے ہیں اور میں اسے کہہ رہا ہوں کہ ہوٹل کے مالک سے جا کر کھانا مانگو مگر یہ نہیں جاتا اس لئے اسے مار رہا ہوں۔ اس کی یہ بات سنتے ہی اس بچے نے کہا یہ لڑکا دھوکہ باز ہے مجھے کہتا تھا کہ تمہاری نانی اماں کے گھر جا رہے ہیں اس لئے میں اس کے ساتھ آگیا ہوں اور اب کہتا ہے کہ کھانا مانگو مگر میں نہیں مانگوں گا۔ مَیں نے اب اپنی امی کے پاس جانا ہے۔ پھر ہم نے بضد اسے کھانا کھلایا اور اب یہاں لے کر آئے ہیں۔

والدین کے ساتھ سلوک انتہائی مشفقانہ تھا مَیں نے والدہ کو اکثر کہتے سنا کہ میرا یہ بچہ فرمانبرداری اور اطاعت میں انتہا تک پہنچا ہُوا ہے۔ ابھی ان بھائیوں کا سکول کا زمانہ ہی تھا کہ والدین ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ یہاں آکر انہیں کافی مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس وقت میرے اس بھائی نے والدین کا بہت ساتھ دیا۔ وہ اسطرح کہ میٹرک کے بعد اُنہوں نے کالج میں داخلہ نہیں لیا۔ بلکہ سروس شروع کر دی۔ لیکن حصولِ علم کے شوق نے اُنہیں بے چین رکھا پہلے اُنہوں نے ادیب عالم کا امتحان دیا اور نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اس کے بعد سکھر آکر نوکری کی اور دوران نوکری پرائیویٹ طور پر ایف اے، بی اے، ایم اے اور بی۔ایڈ کیا۔

رشتہ داروں میں ان کی شخصیت بطور نمونہ کے پیش کی جاتی تھی آپ ہر ایک کے ساتھ انتہائی حُسنِ سلوک سے پیش آتے۔ طبیعت میں نرمی اور رحمدلی بہت زیادہ تھی۔ عفو اور درگذر کا مادہ بہت زیادہ پایا جاتا تھا اگر کوئی ان کے خلاف کوئی بات بھی کرتا تو بھی بُرا نہ مانتے اور اُسے کچھ نہ کہتے بلکہ صرف مُسکرا کر رہ جاتے ہم چھوٹی بہنوں کے ساتھ رویہ انتہائی مشفقانہ ہوتا ہمیشہ بیٹا کہہ کر بلاتے۔

آپ کی طبیعت میں حد سے زیادہ نفاست پائی جاتی تھی۔ ہمیشہ صاف ستھری چیزیں پسند کرتے تھے۔ بچپن کا واقعہ ہے ایک دفعہ امی جان نے ان کے لئے عید کے موقع پر گہرے رنگ کا لباس سلوا دیا جسے دیکھ کر انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے مَیں یہ عورتوں والے کپڑے نہیں پہنوں گا۔

آپ کی طبیعت بہت زیادہ شرمیلی تھی جب بھی کسی سے بات کرتے نظریں نیچی رکھتے کبھی بھی نظر ملا کر بات نہ کرتے جب راستہ چلتے تو انتہائی خاموشی اور وقار سے چلتے۔ بات کرتے تو انتہائی سوچ سمجھ کر کرتے کہ کسی کا دل نہ دُکھے اُن کی ہر بات میں ایک خوبی اور حُسن پایا جاتا تھا۔

جب بھی کسی کے لئے کوئی چیز لاتے تو بہت ہی خوبصورت اور نفیس چیز کا انتخاب کرتے جسے دیکھ کر ہر کوئی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اپنی ایک ایک چیز نہایت ہی سلیقہ سے رکھتے۔ ان کی پسند کی ہوئی ہر چیز نہایت ہی اعلیٰ ذوق کی اور خوبصورت ہوتی تھی۔

محترم بھائی صاحب کو دین سے حد درجہ کا شغف تھا یہ ان کی مذہب سے وابستگی ہی ہے کہ انتہائی کم عمری میں یعنی میٹرک کرنے کے بعد جب آپ نے دفتر میں ملازمت شروع کی تو وصیت کر لی جب بھی تنخواہ ملتی تو سب سے پہلے چندہ کی رقم نکال کر الگ کر دیتے۔ پھر باقی رقم خرچ کرتے

آپ انتہائی عبادت گذار تھے بچپن سے ہی صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ شاید ہی ان کی کوئی نماز قضا ہوئی ہو۔ ہم بہنوں کو بھی ہمیشہ نماز اور روزے کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تلقین کرتے رہتے تھے اور ان کی اس تربیت کا ہی نتیجہ ہے کہ ان کے بچے نماز روزے کے انتہائی پابند ہیں۔ وہ خود بھی کوئی جمعہ ناغہ نہ کرتے اور یہی عادت اُنہوں نے اپنے بچوں میں بھی ڈالی۔

اطاعتِ نظام ان کی زندگی کا ایک اہم حصہ تھی۔ والدین نے اپنے بچوں کی پرورش کچھ اس انداز سے کی کہ امام وقت کی اطاعت و فرمانبرداری جماعت سے لگاؤ مذہب سے پیار ان کی رگ رگ میں رچ بس گیا تھا۔ آپ ایک آواز پر لبیک کہنے والے تھے اور یہی وفا شعاری ان کی اولاد میں بھی پائی جاتی ہے۔

جان مال وقت اور اولاد کو قربان کرنا شرائطِ بیعت کا ایک اہم حصہ ہے۔ اور مکرم بھائی صاحب کی زندگی اس کا مکمل نمونہ تھی۔ آمد کم اور خرچ زیادہ کے باوجود آپ ہر تحریکات میں بڑھ کر حصہ لیتے۔ ہمیشہ جماعت کا کوئی نہ کوئی عہدہ آپ کے ذمہ رہا۔ کافی عرصہ تک سیکرٹری شعبہ مال کی حیثیت سے کام کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے بھائی مکرم سید نجم الحق صاحب کے ساتھ جو کہ امیر ضلع سکھر تھے بطور نائب کام کیا۔ قاتلانہ حملہ کے بعد اُن کے بغرض علاج کراچی چلے جانے پر آپ بطور امیر کام کر رہے تھے بوقتِ وفات اسی عہدے پہ فائز تھے۔

"پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ" کا آپ عملی نمونہ تھے، ہمیشہ اپنے آپ کو امامت سے منسلک رکھا۔ امامِ وقت سے آپ کو بے حد پیار تھا۔ جب بھی ربوہ آتے آپ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ضرور ملاقات کے لئے جاتے۔ اب جبکہ حضور پرنور ہم سے اتنی دور بیٹھے ہیں آپ کا جب بھی ربوہ آنا ہوتا تو حضور کی باتیں کرتے ہوئے آبدیدہ ہو جایا کرتے اور کہتے حضور کے نہ ہونے سے ربوہ کی فضا کتنی بوجھل اور اداس معلوم ہوتی ہے اپنے بچوں کو بار بار تاکید کرتے کہ حضور کو دعا کے لئے خط لکھتے رہا کرو اور خود بھی جب بھی موقع ملتا حضور کو دعا کے لئے ضرور خط لکھتے۔

مکرم بھائی صاحب کی شروع سے ہی عادت تھی کہ بی بی سی صبح یا رات کے وقت جب بھی ٹائم ملتا ضرور سنتے۔ ۱۱ مئی ۱۹۸۶ء جو کہ رمضان المبارک کی یکم تاریخ تھی آپ نے روزہ رکھا، نماز اور تلاوت سے فارغ ہو کر حسبِ عادت بی بی سی کا پروگرام سنا اس کے بعد سکول جانے کی تیاری شروع کر دی۔ آپ گورنمنٹ فارن ہائی سکول (انگلش میڈیم) میں بطور نائب ہیڈ ماسٹر سروس کر رہے تھے صبح ۷ بجے تیار ہو کر آپ سکول جانے لگے تو اپنی بچی جو پودوں میں پانی ڈال رہی تھی اُسے خدا حافظ کہا اور ساتھ ہی کہا بیٹا اگر زندگی ہوئی تو پھر ملیں گے نہ جانے وہ کون سا جذبہ تھا جس نے آپ کی زبان سے وہ الفاظ ادا کروائے شائد وقت آنے والے خطرے سے پہلے ہی آگاہ کرنا چاہ رہا ہو.... اور ابھی ۹ بھی نہیں بجے تھے کہ آپ کی وفات کی اطلاع گھر آ گئی بلکہ ساری دنیا میں پھیل گئی۔ چند نامعلوم اشخاص نے سکول جاتے ہوئے راستے میں گھیر کر اُنہیں قتل کر دیا۔ ہر کوئی اپنی جگہ سکتے میں آ گیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پوری دنیا ہمارے ساتھ جام ہو گئی ہو گھنگریالے بال اور سیاہ آنکھوں والا انتہائی ذہین شخص پلک جھپکتے نظروں سے اوجھل ہو گیا ہزاروں خوبیوں کا پیکر انتہائی معصوم ہر کسی کے دُکھ کی کسک اپنے سینے میں محسوس کرنے والا...... نہ جانے اُس نے اتنے زخم اور چھریوں کے وار اپنے سینے پر کیسے برداشت کئے... مگر نہیں وہ تو انتہائی صابر شخص تھا انتہائی اطاعت گذار تھا۔ امام وقت کی آواز پر لبیک کہنے والا اس کے اس جذبے کی خدا نے بھی قدر کی اور اس کو موت بھی وہ دی جس نے اس کے نام کو زمانے کی پیشانی پر کندہ کر دیا۔

اس عظیم شخص کے لئے ہر لمحہ دل سے دعا نکلتی ہے کہ اے اللہ تو اُس کی اس قربانی کو قبول کر اور اپنی بارگاہ میں اعلیٰ مقام عطا کر۔

آسماں اس کی لحد پہ نُور افشانی کرے
رحمتِ حق یاں ہماری بھی نگہبانی کرے

بقیہ اخبار احمدیہ صدا سے آگے

بری قرار دے دیا ہے۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے مولانا محمد علی جوہر کے اخبار ہمدرد میں شائع شدہ ۷۴ سال پرانا ان کا ایک مضمون دوبارہ شائع کیا تھا۔

ایڈیٹر موصوف پر دو الزامات لگائے گئے تھے۔ ایک مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانا اور دوسرا یہ کہ دیگر فرقوں پر بدنیتی سے حملہ۔ ان پر دفعہ ۲۹۵۔ اے اور ۲۹۸۔ سی تعزیرات پاکستان عائد کی گئی تھیں۔ یکم جولائی ۱۹۸۹ء کے "لاہور" میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا کہ قادیانی غیر مسلم نہیں ہیں۔

اس کے بعد ایک شمارے میں ایک اور مضمون شائع ہوا تھا جو مولانا محمد علی جوہر کا لکھا ہوا تھا اور ان کے رسالے ہمدرد میں ۱۹۱۵ء میں شائع ہوا تھا۔ اس میں مولانا نے یہ لکھا تھا کہ مرتد کی سزا قتل نہیں ہے۔

ان دونوں مضامین کو قابل اعتراض قرار دیتے ہوئے ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہفت روزہ 'لاہور' کے ایڈیٹر ثاقب زیروی، اور پرنٹر میاں محمد شفیع (میم شین) کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔ دونوں صحافیوں نے فروری ۱۹۹۰ء میں ضمانت قبل از گرفتاری منظور کروائی تھی فاضل اسسٹنٹ کمشنر نے بری کرنے کے فیصلے میں لکھا ہے کہ دونوں مضامین کے جائزے سے وہ الزام ثابت نہیں ہوتا جو لوئر مال پولیس اسٹیشن میں ۶ فروری ۱۹۹۰ء کو درج ہونے والی ایف آئی آر میں عائد کیا گیا ہے۔ استغاثہ نے جو شہادت پیش کی ہے اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی الزام ثابت نہیں ہوتا۔

مرزا نصیر احمد اور حمید اسلم قریشی ایڈووکیٹ ہفت روزہ 'لاہور' کے ایڈیٹر اور پرنٹر کی طرف سے پیش ہوئے

(روزنامہ ڈان کراچی ۳ نومبر ۱۹۹۱ء ص)

بقیہ: صدا سے آگے

نے دیکھا ہے کہ بہت سے نکاح جو اغراضِ حُبّ پر ہوتے ہیں ان سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ایسی نہیں ہوتی جو اس کی روح اور زندگی کو بہشت کر کے دکھائے ان ساری خوشیوں کے حصول کی جڑ تقویٰ ہے اور تقویٰ کے حصول کے لئے یہ گُر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے رقیب ہونے پر ایمان ہو۔ چنانچہ فرمایا (بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے) جب تم یہ یاد رکھو گے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال کا نگران ہے تو ہر قسم کی بے حیائی اور بدکاری کی راہ سے جو تقویٰ سے دُور پھینک دیتی ہے بچو گے"۔

(خطبہ نکاح فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۰۸ء)

بقیہ: صـ۳ سے آگے

نکلنے والا صرف وہی ابراہیمؑ کا ایک فرزند صلے اللہ علیہ وسلم تھا۔ جس نے اپنے دادا کا معجزہ اور بھی بڑی شان کے ساتھ دنیا کو دکھایا۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۲۰۸ میں

شوکت سلطانہ میر بنت میر بشیر احمد طاہر قوم میر مغل پیشہ طالب علم عمر ۱۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۶/۲ دار العلوم غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۵-۸-۱۹۹۱ء میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ شوکت سلطانہ میر ۱۶/۲ دار العلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱۔ سید مصدق احمد شاہ ۱۹/۲ دار العلوم غربی ربوہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ محمد جمیل وصیت نمبر ۱۳۹۸۸۔

روایتی زیورات
جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان ۶۴۹ : رہائش ۱۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ وائس آف امریکہ نے غیر جانبدار ذرائع کے حوالے سے بتایا ہے کہ امریکی عہدیداروں اور پاکستان کے حکام کے درمیان پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے بارے میں ہونے والی بات چیت میں کسی فریق کی جانب سے پیش رفت کی کوئی صورت نظر نہیں آتی وائس آف جرمنی نے کہا ہے کہ امریکی عہدیدار بیجنگ سے پاکستان آئے ہیں جہاں انہوں نے چینی حکام پر زور دیا تھا کہ وہ پاکستان کو ایٹمی میزائلوں کی فراہمی روک دیں۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ جام صادق کے بارے میں افواہیں غلط ثابت کرنے کے لئے ان کے استقبال پر کروڑوں روپے خرچ کئے گئے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سندھ میں موجودہ حکومت کی بقاء کی ضمانت جام صادق کی موجودگی ہی دے سکتی ہے۔ گذشتہ چند دنوں میں کراچی شہر کو پوسٹروں بینروں اور جھنڈوں سے دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ پورے صوبے کی انتظامیہ کی کوششوں سے استقبالیہ جلوس اب تک کے تمام سرکاری جلوسوں سے بڑا تھا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ بہاریوں کو پنجاب میں اس طرح آباد کریں گے کہ وہ باہر جانے کا سوچ بھی نہیں سکیں گے۔ ہر ضلع میں سات آٹھ ہزار خاندان آباد ہوں گے۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ غلام مصطفےٰ جتوئی اور مصطفےٰ کھر نے تحریک عدم اعتماد کے لئے تعاون کی درخواست کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو بھی حکومت کو بدلنے کی کوشش کرے گا۔ ہم اس کا ساتھ دیں گے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ "ہم صرف عوام کے پاس جائیں گے" انہوں نے تحریک عدم اعتماد کی مخالفت کر دی ہے۔

پرانی ۔ پیچیدہ امراض

جرمنی ۔ لوکل ادویات
کے لئے تشریف لاویں
صوفی ہومیو شفاخانہ
اقصیٰ روڈ ربوہ

○ بی بی سی کا کہنا ہے کہ پاکستان ایٹمی پروگرام کو موجودہ سطح سے پیچھے لے جانے پر رضامند نہیں ہوگا۔ چین نے بھی امریکہ پر واضح کر دیا ہے کہ وہ پاکستان کو ملنے والے ایم ۱۱ر ساخت کے میزائل نہیں روک سکتا۔

○ آل پارٹیز کانفرنس ۲۹ر نومبر کو کراچی میں ہوگی۔ تمام اپوزیشن پارٹیاں اور افراد شامل ہوں گے۔

○ پیٹرولیم پالیسی کا اعلان کر دیا گیا ہے اس کے تحت ریفائنریوں کے قیام کے لئے اجازت نہیں لینا پڑے گی۔ تیل کی پیداوار میں استعمال ہونے والی ڈیوٹی ۴۰ر فیصد سے کم کر کے ۵ر فیصد کر دی گئی۔

○ لاڑکانہ میں ڈاکوؤں کی پولیس پارٹی پر فائرنگ سے تھانیدار سمیت ۴ر اہلکار ہلاک ہو گئے۔ کندھ کوٹ کے گھنے جنگلات میں پولیس نے ۵ر گھنٹے کے مقابلے کے بعد مغوی کو ڈاکوؤں سے رہا کرا لیا۔ ایک خطرناک ڈاکو ادریس بینواہ اور ایک پولیس کانسٹیبل زخمی ہوگیا۔

○ ویسٹ انڈیز نے پاکستان کے خلاف پہلا ون ڈے میچ ۴۴ر رنز سے جیت لیا۔

○ وفاقی وزیر صنعت نے کہا ہے کہ بین الاقوامی سرمایہ کاری کی کانفرنس کا ایک ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کا ہدف پورا ہو گیا ہے۔ اس ضمن میں ۹۰ کروڑ کے ٹھوس وعدے مل گئے ہیں باقی مل جائیں گے۔

○ جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ ۱۵ر دسمبر کو آئی جے آئی میں رہنے یا نہ رہنے کا حتمی فیصلہ کرے گی۔

○ ماسکو میں افغان مجاہدین کے روسی حکام سے ملاقات کے بعد جو مشترکہ اعلان جاری کیا گیا تھا اس پر عمل درآمد کے لئے مشترکہ کمیشن کا اجلاس جلد پاکستان میں ہوگا۔

○ امریکی نائب وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ امریکہ نہیں چاہتا کہ علاقے میں ہندوستان کی بالادستی قائم ہو جائے۔

○ آزاد کشمیر کے صدر سردار سکندر حیات نے کہا ہے کہ پاکستان کو امریکہ کے مشورے خطرناک ہیں۔

○ وزیر اطلاعات نے کہا ہے کہ تاریخ گواہ ہے کہ پیپلز پارٹی نے کبھی انتخابی نتائج تسلیم نہیں کئے۔

○ محکمہ ٹیلی فون اس سال دسمبر تک ایک لاکھ ٹیلی فون کنکشن دینے کا ہدف پورا کرے گا۔

○ آزاد کشمیر میں بلدیاتی انتخابات کے پہلے مرحلے میں میرپور اور کوٹلی میں پولنگ ہوا۔ یہاں پانچ لاکھ ووٹروں نے ۷۸۹ر نشستوں کے لئے ووٹ دیئے۔

○ امور خارجہ کے وزیر مملکت مسٹر محمد صدیق کانجو نے سوویت یونین کے نئے وزیر خارجہ مسٹر ایڈورڈ شیورناٹزے کو مبارک باد کا پیغام بھیجا ہے۔

○ امریکہ کے صدر بش نے مسٹر شیورناٹزے کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا ہے کہ امریکہ مسٹر شیورناٹزے کو اپنا دوست تصور کرتا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر کے علاقے میں مختلف جھڑپوں میں ۸ر افراد ہلاک ہو گئے۔ سری نگر میں ایک فوجی چوکی پر حریت پسندوں نے بم پھینکا جس سے تین افراد ہلاک اور ۷ر زخمی ہو گئے۔ دوسرے علاقوں میں مزید جھڑپوں میں ۶ر افراد ہلاک ہو گئے۔ بھارتی فوجیوں نے بڑی تعداد میں لوگوں کو گرفتار کر لیا۔

○ سوویت یونین کے وزیر خارجہ مسٹر ایڈورڈ شیورناٹزے جنہوں نے حال ہی میں وزارت خارجہ کا منصب دوبارہ سنبھالا ہے کہا ہے کہ اگر سوویت یونین کی جمہوریتوں کے حقوق کو تسلیم نہ کیا جاتا تو تیسری جنگ عظیم شروع ہو جانے کا خطرہ تھا۔ انہوں نے کمیونسٹوں کے اس الزام کی تردید کی کہ اب روس مشرقی یورپ سے الگ تھلگ ہو کر رہ گیا ہے۔ انہوں نے متنبہ کیا کہ ایک غیر مستحکم سوویت یونین ساری دنیا کے لئے خطرہ ہوگا۔

○ امریکہ نے روس کو ڈیڑھ ارب ڈالر کی مالیت کی خوراک دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ رقم اناج کی خریداری کے لئے دی گئی ہے۔ تاہم یہ امداد اس کا نصف ہے جو سوویت یونین طلب کر رہا ہے۔

○ ترکی میں سلیمان ڈیمریل کی قیادت میں نئی حکومت بن گئی ہے ان کو گیارہ سال قبل فوج نے اقتدار سے ہٹا دیا تھا۔

○ سری لنکا میں باغیوں کے ساتھ تصادم میں ۲۹ر فوجی اور شہری ہلاک ہو گئے ہیں۔

○ صومالیہ کے دارالحکومت موگادیشو میں ہنگاموں کے نتیجہ میں سینکڑوں افراد ہلاک و زخمی ہو گئے ہیں۔ ہسپتالوں میں مزید زخمیوں کو داخل کرنے کی گنجائش نہیں رہی۔ دارالحکومت سے آبادی کا انخلا شروع ہو گیا ہے۔

پتہ

ضرورت ہے

لاہور میں ایک ماڈرن رائس مل کیلئے جس کی CAPACITY تقریباً ۶۰ر ٹن روزانہ کی ہے، مندرجہ ذیل عملے کی ضرورت ہے۔

(۱) مل منیجر جسے انتظامی امور کا اور کاروباری تجربہ ہو۔
(۲) چاولوں کی خریداری کے لئے ایسے صاحب جو کہ اسی لائن میں لمبا اور وسیع تجربہ رکھتے ہوں اور تمام مارکیٹوں سے واقفیت ہو۔
(۳) ویلڈر (۴) سکرین پرنٹر
(۵) ڈرائیور (۶) پلے دار

معاوضہ حسب لیاقت اور تجربہ دیا جاوے گا۔ مناسب شناخت کے ساتھ فوری طور پر رابطہ کریں۔

شفا میڈیکو۔ ہیڈ آفس۔ مائیکرو سینٹر۔ ۷ر لنک میکلوڈ روڈ لاہور
فون ۵۴۲۵۹، ۲۲۳۴۶۲